112048 ـ اپنے گھر میں خاوند كى اجازت كے بغير كسى كو داخل نہ ہونے دے

سوال

خاوند اور بيوى كے ليے كونسے حالات ايسے ہيں جن ميں اجازت لينے كا خيال ركھنا ہوگا، كہ اس وقت گھر ميں محرم يا غير محرم شخص آ سكتا ہے يا نہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

ازدواجى گھر ايك بہت ہى شرف و تكريم والا گھر ہے اللہ سبحانہ و تعالى نے خاوند اور بيوى دونوں كو ہى اس گھر كى حفاظت كا حكم ديا ہے، اور خاص كر بيوى كو اللہ سبحانہ وتعالى نے اس گھر كى امانت كى حفاظت كا حكم ديا ہے كيونكہ وہ گھر كى مالكن اور اولاد كى تربيت كرنے والى ہے.

جابر رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے حجۃ الوداع كے موقع پر خطبہ ديتے ہوئے فرمايا:

" تم عورتوں كے بارہ ميں اللہ كا تقوى اختيار كرو كيونكہ تم نے انہيں اللہ كى امان سے حاصل كيا ہے، اور ان كى شرمگاہوں كو اللہ كے كلمہ كے ساتھ حلال كيا ہے، اور تمہارا ان پر يہ حق ہے كہ تمہارے گھر ميں وہ شخص داخل نہ ہو جسے تم ناپسند كرتے ہو، اور اگر وہ ايسا كريں تو تم انہيں ہلكى سى مار كى سزا دو، اور تم پر ان عورتوں كا نان و نفقہ اور ان كے لباس كا اچھے طريقہ سے حق ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (1218).

گھر ميں اجازت كے مسئلہ كى تفصيل درج ذيل ہے:

اول:

اگر خاوند بيوى كو اس كے رشتہ داروں ميں سے كسى معين محرم شخص كو اپنے گھر ميں آنے كى صريح اجازت ديتا ہے، يا كسى عورت كو يا پھر خاوند نے عام اجازت دى ہو تو اس صورت ميں علماء كے متفقہ فيصلہ كے مطابق بيوى كو انہيں اپنے گھر آنے كى اجازت دينى جائز ہے.

دوم:

اگر خاوند اجازت دینے کی بجائے خاموشی اختیار کرے تو پھر بیوی ظن غالب پر عمل کرتی ہوئی اس شخص کو گھر میں آنے کی اجازت دےگی جس کے بارہ میں بیوی کا ظن غالب ہو کہ خاوند اس کے آنے میں اعتراض نہیں ہوگا اسے گھر میں آنے کی اجازت دے سکتی ہے.

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں شامل ہوتا ہو جس کا گھر میں خاوند کی غیر موجودگی میں بھی آنا جائز ہو یعنی وہ محرم ہو یا پھر عورت، لیکن اگر بیوی کے ظن غالب میں ہو کہ خاوند کسی معین شخص کے گھر آنے کو ناپسند کرتا ہے تو بیوی کے لیے خاوند کی غیر موجودگی میں اس شخص کو گھر آنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے، اس پر سب اہل علم متفق ہیں.

الموسوعة الفقهية (30 / 125) میں درج ہے:

" خاوند کا اپنی بیوی پر حقوق میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ خاوند کے گھر میں خاوند کی اجازت کے بغیر کسی شخص کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کسی بھی عورت کے لیے خاوند کی موجودگی میں خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا جائز نہیں، اور وہ خاوند کے گھر میں خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے کی اجازت نہ دے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4899) صحیح مسلم حدیث نمبر (1026).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ:

" اس حدیث میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر خاوند کے گھر میں کسی کو آنے نہیں دےگی اور یہ اس پر محمول ہے کہ جب بیوی کو خاوند کی رضامندی کا علم نہ ہو، لیکن اگر خاوند کی رضامندی کا علم ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں، مثلا ایسا شخص جس کی عادت ہو کہ وہ مہمان مہمان خانے میں لاتا ہو، چاہے خاوند غائب ہو یا گھر میں موجود ہو تو پھر اس کے لیے خاص اجازت کی ضرورت نہیں.

حاصل یہ ہوا کہ خاوند کی اجازت کی تفصیل یا اجمال کا اعتبار ضروری ہے.

سوم:

جب خاوند کسی معین شخص کو گھر میں داخل کرنے کی صریحا کراہت کر دے، یا پھر اس کی غیر موجودگی میںکسی کے بھی گھر آنے کو ناپسند کرتا ہو، تو بیوی کے لیے خاوند کے گھر میں اسے گھر میں آنے کی اجازت دینا

حرام ہے.

لیکن کیا خاوند حق حاصل ہے وہ بیوی کو اپنے والدین یا کسی اور محرم شخص کو ملنے کے لیے گھر آنے سے روک دے ؟

اس میں اہل علم کے دو قول پائے جاتے ہیں: ایك قول جواز کا اور دوسرا منع کا ہے.

الموسوعة الفقهية میں درج ہے:

" احناف کا صحیح مسلك یہی ہے کہ بیوی کے والدین ہر جمعہ کے دن اپنی بچی کو ملنے آ سکتے ہیں، خاوند اپنی بیوی کو اس سے روک نہیں سکتا، اور اسی طرح سال میں ایك بار محرم شخص اس کی بیوی سے مل سکتا ہے خاوند کے لیے روکنا جائز نہیں، مالکیہ کا بھی یہی مسلك ہے.

اور اسی طرح اگر بیوی کی اسخاوند کے علاوہ دوسرے سے اولاد ہو اور وہ چھوٹے بچے ہوں تو خاوند انہیں روزانہ ایك بار ماں سے ملنے کے لیے آنے سے نہیں روك سکتا، اور اگر عورت کے والدین نے خاوند پر بیوی کو خراب کرنے کا الزام لگایا تو پھر ان کا خاوند کی خاندان سے کسی امین عورت کے ساتھ آنے کا فیصلہ کیا جائیگا، اور اس کی اجرت خاوند پر ہوگی.

شافعی حضرات کہتے ہیں کہ خاوند کو روکنے کا حق حاصل ہے، کیوکہ گھر اس کی ملکیت ہے، اور اپنے ملکیتی گھر میں اسے روکنے کا حق حاصل ہے، احناف کا قول بھی یہی ہے.

اور حنابلہ کہتے ہیں کہ: خاوند اپنی بیوی کے والد کو بچی سے ملنے سے نہیں روك سکتا، کیونکہ اسے روکنے میں قطع رحمی ہوتی ہے، لیکن اگر اسے قرائن سے علم ہو کہ بیوی کے والدین کے آنے کی بنا پر کوئی ضرر اور نقصان ہوتا ہے تو وہ روك سکتا ہے " انتہی

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (24 / 82).

ان اقوال میں راجح یہی ہے کہ بیوی کے والدین اور محرم شخص کو خاوند نہیں روك سکتا، کیونکہ ایسا کرنے سے قطع رحمی لازم آتی ہے، اور ہر حال میں قطع رحمی کرنا حرام ہے، اس لیے حرام کام کی کوشش کرنا جائز نہیں.

بلکہ اسے تو دونوں کے مابین اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور صلہ رحمی کرے، یہ سب کو معلوم ہے کہ بیوی کے رشتہ داروں کی عزت و تکریم کرنا بیوی کے ساتھ حسن سلوك اور حسن صبحت کہلاتی ہے.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم میں سب سے بہتر اور اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا اور بہتر ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3895) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب صحیح کہا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحۃ (1174) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور اگر بیوی کے کسی رشتہ دار میں کوئی شك و شبہ یا پھرظن غالب ہو کہ ان میں سے کوئی ایك یا پھر اس عورت کے والدین خاوند اور بیوی کے مابین فساد کرانا چاہیں تو پھر اس وقت خرابی اور فساد کو دور کرنے کے لیے خاوند انہیں روك سکتا ہے، اور اس کا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے.

واللہ اعلم